قسط (۱۹)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

حضرت عمرؓ کے اہم فیصلے

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

مسلم گھرانوں کی نگرانی و اصلاح فرماتے تھے

(۷۲) حضرت عمرؓ نے مسلم گھرانوں اور خاندانوں کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اُن کا برابر جائزہ لیتے رہتے، اگر ان میں تدبیر منزل کی خلاف ورزی یا کسی کی حق تلفی ہوتی دیکھی تو فوراً اس کی اصلاح فرمائی۔

مثلاً: (۱) نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ ہونے دی۔

زوّجوا اولادکم اذا بلغوا لا تحملوا آثامهم[1] — تمہاری اولاد جب بالغ ہو جائے تو ان کا نکاح کر دو ان کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھاؤ۔

(۲) حسب و نسب اور شرافت کے مصنوعی بتوں کو توڑ کر نئے معیار کی تاکید کی چنانچہ فرمایا:

حسب المرء دینه واصله عقله ومروءته خلقه[2] — مرد کا حسب اس کا دین ہے، نسب اس کی عقل ہے اور شرافت اس کا خلق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

الحسب المال[3] — حسب مال ہے۔

غالباً یہ اختلاف اشخاص کے حالات کے لحاظ سے ہے۔

---

[1] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص۲۰۳ [2] ایضاً ص۲۰۱ [3] ایضاً ص۲۰۲

اس معیار کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جیسا کہ غیر کفو میں نکاح کرانے کا واقعہ اوپر گذر چکا ہے۔

(۳) خوبصورت عورت کا بدصورت مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا:

لا تنکحوا المرءۃ الرجل القبیح الذمیم	بدصورت اور بُرے مرد سے عورت کا نکاح نہ کرو
فانھن یحببن لانفسھن ما تحبون	جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی عورتیں اپنے لئے
لانفسکم[۱]	پسند کرتی ہیں۔

(۴) مہر کی زیادتی سے روکا اور عام حالات کے لئے مہر کی ایک حد مقرر کردی:

لا تغالوا فی مھور النساء فانھا لو کانت	عورتوں کا زیادہ مہر نہ مقرر کرو اگر اس میں دنیوی
مکرمۃ فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان	شرافت ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی
احقکم بھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲]	تو اس کے سب سے زیادہ مستحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(۵) عورتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا اور ان کی حق تلفی پر سخت کارروائی کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنی عورتوں کو طلاق دے کر اپنا سب مال لڑکوں میں تقسیم کردیا جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو رجوع کرو اور مال کی تقسیم فسخ کرو ورنہ میں ان کو وارث بناؤں گا اور تمھاری قبر پر سنگساری کا حکم دوں گا۔

او لا ورثھن منک ولامرن بقبرک	میں ان کو تیرے مال کا ضرور وارث بناؤں گا اور تیری قبر پر
فیرجم کما رجم قبر ابی رغال۔[۳]	سنگساری کا حکم دوں گا جیسا کہ ابو رغال کی قبر پر سنگساری کی گئی تھی۔

(۶) تیز زبان اور بدخلق عورت کو کفر کے بعد بدترین شئی قرار دیا۔ اسی طرح خوش خلق اور محبت کرنے والی عورت کو ایمان کے بعد بہترین شئی فرمایا:

لن یعطی احد بعد کفر باللہ شئی شرا	کوئی شخص کفر باللہ کے بعد عورت سے زیادہ
من امرءۃ حدیدۃ اللسان سیئۃ	بدترین شئی نہیں دیا گیا جو تیز زبان اور بدخلق ہو الخ

---

[۱] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص ۱۹۵۔ [۲] ازالۃ الخفا مقصد دوم کتاب النکاح ص ۱۱۲
[۳] " " " ص ۱۹۲۔

الخلق ولم يعط عبد بعد الايمان بالله — ایمان باللہ کے بعد عورت سے زیادہ بہترین شے

شيء خيرا من امرأة حسنة الخلق ودود ولود ؎۱ — نہیں دیا گیا جو خوش خلق اور محبت والی ہو۔

(۷) عورت کے مصنوعی حسن وجمال اور زیب وزینت کے جال میں پھنسنے سے روکا:

اذا تم لون المرأة وشعرها فقد — جب عورت کا رنگ اور اس کے بال ٹھیک ہیں

تم حسنها۔ ؎۲ — تو اس کا حسن پورا ہے۔

(۸) گھریلو زندگی میں مرد کے لئے زیادہ باوقار اور منہ بند رہنا پسند نہ کیا:

انی احب ان یکون الرجل فی — مجھے یہ بات پسند ہے کہ مرد اپنے اہل وعیال میں بچہ

اهله كالصبى فاذا احتيج اليه — کے مثل رہے اور جب اس کے پاس ضرورت لائی جائے

كان رجلا۔ ؎۳ — تو وہ مرد ہو جائے۔

زندگی کی خوشگواری اور معاشرتی اصلاح کے لئے نئے قوانین کی ضرورت

گھریلو زندگی کو خوش گوار بنانے اور معاشرہ کو آلودگیوں سے پاک وصاف رکھنے کے لئے حالات وزمانہ کی رعایت سے نئے قوانین بنانے اور نئے اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ قوانین واقدامات جب تک عورت کے طبعی وعضوی خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر نہ ہوں فطرت سے ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں اور نہ معاشرہ پر اچھا اثر ڈالتے ہیں۔

پختگی کے بعد شادی میں جلدی کرنا۔ اس کی رکاوٹوں کو دور کرنا اور حقوق کا خاص خیال وغیرہ ایسی ناگزیر ضرورتیں ہیں جن سے کوئی صالح وصحت مند معاشرہ مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔

جس معاشرہ میں عفت وعصمت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور اس میں "بوائے فرینڈ" اور "گرل فرینڈ" کا سسٹم جاری ہے وہ آزاد ہے جو چاہے شادی کی عمر ملتوی کرے اور جس قدر چاہے "حسن" کے بازار کو سجائے۔ لیکن اسلام جو کسی قیمت پر عفت وعصمت کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ شادی میں تاخیر گوارہ کرتا ہے اور نہ بازارِ حسن کو سجانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

؎۱ تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص۱۹۲۔ ؎۲ ایضاً ص۱۹۳۔ ؎۳ ایضاً ص۱۹۵۔

؎۴ ایضاً الباب السابع والخمسون ص۱۸۱۔

جن مسلم ممالک نے شادی کی عمر مقرر کی یا اس پر پابندی لگائی انھوں نے چونکہ موجودہ خرابیوں اور مصنوعی رکاوٹوں کو دور کرنے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا اس بنا پر ان تبدیلیوں سے حالات بد سے بدتر ہو گئے، اور مسلم معاشرہ بھی "بوائے فرینڈ" اور "گرل فرینڈ" کی لعنت میں گرفتار ہونے لگا ہے۔

خرابیوں اور رواجی رکاوٹوں کی وجہ سے بھٹی سلگ رہی ہے

ذات برادری، جہیز اور خاندان وغیرہ قسم کی کتنی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں شریف زادیاں یاس و حرمان کی تصویر بنی بیٹھی شادی کی عمر گذار رہی ہیں، اسی طرح آزادی، فیشن پرستی اور حسن کی نمائش وغیرہ کتنی خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے ہوس رانی کو تقویت پہونچ رہی ، اور حفاظتِ ناموس کی ہمت پست ہو رہی ہے۔

ان رکاوٹوں اور خرابیوں کی بنا پر پہلے ہی سے فساد کی آگ سلگ رہی تھی کہ ان تبدیلیوں نے "پٹرول" کا کام دے کر آگ کو بھڑکا دیا۔

"رکاوٹوں" کو فروغ دینے کے اصل مجرم مذہبی نمائندے ہیں کہ انھوں نے "کفو" کی تشریح و توضیح میں حالات و زمانہ کی رعایت نہیں کی اور خرابیوں کو فروغ دینے کی اصل مجرم حکومتیں ہیں کہ انھوں نے کوئی پابندی نہیں لگائی، اور حد بندی نہیں کی، جب تک یہ دونوں نمائندے اپنی گھریلو زندگی سے خرابیوں اور رکاوٹوں کو دور نہ کریں گے محض وعظ کہہ دینے اور بیان دیدینے سے کوئی نتیجہ نہیں برآمد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کا دستور تھا:

اذا نھی الناس عن شیٔ جمع اھلہ	جب لوگوں کو کسی چیز سے روکتے تو اپنے گھر والوں کو جمع
فقال انی قد نھیت عن کذا وکذا وان	کرکے فرماتے کہ میں نے فلاں، فلاں چیز سے منع کیا ہے
الناس ینظرون الیکم کما ینظر الطیر الی	اور لوگ تمھاری طرف ایسے ہی دیکھ رہے ہیں جیسے
اللحم فان وقعتم وقعوا وان ھبتم ھابوا	پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے، اگر تم بچو گے تو وہ بھی
وانی واللہ لا اوتی برجل وقع فیما	بچیں گے اور تم پھنسو گے تو وہ بھی پھنسیں گے، اگر تم
نھیت الناس عنہ الا اضعفت لہ	میں سے کسی نے منع کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا تو اپنے
العقوبۃ لمکانہ منی فمن شاء منکم	تعلق کی وجہ سے خدا کی قسم میں اس کو دگنی سزا دوں گا
فلیتقدم ومن شاء فلیتاخر[1]	اب اختیار ہے جو چاہے آگے بڑھے اور جو چاہے پیچھے ہٹے۔

[1] تاریخ ابن الجوزی الباب السادس والسبعون ص ۲۳۶۔

شخصیت سازی کی طرف خصوصی توجہ کی

(۸۳) حضرت عمرؓ نے "شخصیت" سازی کی طرف خصوصی توجہ کی اور نوجوانوں کو مختلف انداز سے کارآمد اور باوقار بنانے کی کوشش کی مثلاً:

(۱) تحصیلِ علم اور سمجھ پر کافی زور دیا۔

علیکم بالفقہ فی الدین وحسن العبادۃ	دین میں تفقہ حاصل کرو۔ حسن عبادت کے خوگر ہو
والتفھم فی العربیۃ۔[۱]	اور عربیت میں سمجھ پیدا کرو۔

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

کونوا اوعیۃ الکتاب وینابیع العلم۔[۲] کتاب کے ظرف اور علم کے سرچشمے بنو۔

(۲) فہم و دانش کو بڑائی اور سرداری کا "معیار" قرار دیا اور پست خیالات و کم ظرفی سے منع کیا۔

تفقھوا قبل ان تسودوا۔[۳] سرداری حاصل کرنے سے پہلے سمجھ حاصل کرو۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

ان الحکمۃ لیست عن کبر السن	"حکمت" کبر سن پر موقوف نہیں ہے وہ اللہ کا عطیہ ہے
ولکنہ عطاء من اللہ یعطیہ من یشاء	جس عمر میں جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اپنے کو ادنیٰ
فایاك ودناءۃ الامور۔[۴]	اور چھوٹی باتوں سے بچاؤ۔

(۳) حالات و معاملات کی درستگی کو زیادہ اہمیت دی اور نماز و روزہ وغیرہ عبادات سے دھوکہ نہ کھانے کی تاکید کی۔

لا تنظروا الی صلاۃ امرئ ولا صیامہ	کسی کی نماز و روزہ کی طرف نہ دیکھو بلکہ بات کرتے
ولکن انظروا الی صدق حدیثہ اذا	وقت اس کی سچائی دیکھو، شفا پانے کے بعد
حدث والی ورعہ اذا اشفی والی	اس کی پرہیزگاری دیکھو اور امانت کے وقت
امانتہ اذا ائتمن۔[۵]	اس کی دیانتداری دیکھو۔

---

[۱] تاریخ عمر ابن الجوزی الباب الستون ص۱۹۶ [۲] ایضاً الباب السابع والستون ص۲۵۱
[۳] ایضاً الباب الستون ص۱۲۸ [۴] ایضاً ص۱۸۳ [۵] ایضاً ص۱۹۳

(۴) دنیا کو مقصود بنانے سے منع کیا اور دوسرے جہان و آسمان پر نظر رکھنے کا حکم دیا:

لا یحزنك ان لا یجعل لك كثیر ما تحب	تمہیں یہ بات غم میں نہ ڈالے کہ دنیوی امور میں پسندیدہ
من امر دنیاك اذا كنت ذا رغبة	چیزوں کا زیادہ حصہ نہیں ملا ہے جبکہ تم کو آخرت
فی امر آخرتك [1]	کے امور سے رغبت ہے۔

(۵) لوگوں کے ذکر و تذکرہ میں پڑنے سے منع کیا کہ اس سے بھی شخصیت مجروح ہوتی ہے:

علیكم بذكر الله فانه شفاء وایاكم	اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو اس میں شفاء ہے اور لوگوں
وذكر الناس فانه داء [2]	کا ذکر چھوڑو کہ اس میں بیماری ہے۔

(۶) کارکردگی و کارگزاری کو سرمایۂ حیات قرار دیا اور بیکاری کام چوری کو نہایت حقیر کر دکھایا:

كان اذا رأى فتى فاعجبه حاله سأل	جب کسی جوان کو اچھی حالت میں دیکھتے تو پوچھتے کہ
عنه هل له حرفة فان قیل لا قال	کون پیشہ کر رہے ہو، اگر جواب ملتا کہ کچھ نہیں کرتا ہے
سقط من عینی [3]	تو فرماتے کہ یہ میری نظر سے گر گیا۔

(۷) صفائی ستھرائی، عبادت اور خوشبو کی طرف خصوصی توجہ دلائی:

لیعجبنی الشاب الناسك نظیف	مجھے صاف ستھرا عبادت گذار اور خوشبودار
الثوب طیب الریح [4]	جوان پسند ہے۔

(۸) نوجوانوں کو چاق چوبند رہنے کا حکم دیا، ضرورت سے زیادہ سنجیدہ بننے و گردن جھکا کر بیٹھنے سے منع کیا۔ چنانچہ ایک جوان کو سر جھکائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا:

یا هذا ارفع راسك فان الخشوع	میاں۔ سر اٹھاؤ۔ تمہارے دل میں جس قدر خشوع
لا یزید علی ما فی القلب [5]	ہے وہ اس طرح بیٹھنے سے زیادہ نہ ہو سکے گا۔

(۹) اپنی مضبوطی کے ساتھ لوگوں کی نکتہ چینی سے بے پرواہ رہنے کا حکم دیا:

---

[1] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب السابع والخمسون صفحہ ۱۸۰۔ [2] ایضاً صفحہ ۱۶۹۔ [3] ایضاً الباب الستون صفحہ ۲۰۲
[4] ایضاً صفحہ ۱۹۳۔ [5] ایضاً صفحہ ۱۹۵۔

ما انعم الله على عبد نعمة الا وجد له	بندہ کو اللہ نے جس نعمت سے بھی نوازا ہے اس کے حاسد
من الناس ولو ان امرأ اقوم من	ضرور ہوں گے، اگر کوئی شخص تیر سے زیادہ سیدھا ہو
القدح لوجد له من الناس من يغمز	جب بھی اس میں عیب نکالنے والے لوگ ہوں گے جس نے
عليه فمن حفظ لسانه ستر الله عورته[1]	اپنی حفاظت کی اللہ اس کی خفیہ باتوں کو چھپائے گا۔

(۲) خود ستائی سے سختی کے ساتھ روکا اور اس کو احساسِ کمتری و خودکشی پر محمول کیا، چنانچہ فرمایا:

من قال انا عالم فهو جاهل[2]	جس شخص نے کہا میں عالم ہوں وہ دراصل جاہل ہے۔

ایک اور موقع پر ہے:

المدح ذبح[3]	تعریف کرنا اپنے کو ذبح کرنا ہے۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جن سے شخصیت سازی کا ثبوت ملتا ہے اور نہایت خودداری ——— عالی حوصلگی اور علم و ہنر میں ترقی کے ساتھ باوقار زندگی گذارنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں شخصیت سازی سے بے توجہی

بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں شخصیت سازی کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے حال میں مست اور دوسرے کی فکر سے بے نیاز ہے۔

پھر "سیاست" نے لوگوں کو اس قدر کھوکھلا اور بے اعتماد بنا دیا ہے کہ ہر شخص دوسرے سے خائف اور خود سے غیر مطمئن ہے، اندیشہ ہے کہ اگر کوئی "شخص" کسی قابل ہو گیا یا کسی کو کچھ موقع مل گیا تو اپنی شخصیت خطرہ میں پڑ جائے گی یا اپنے حلقہ کی نیاز مندیاں تقسیم ہو جائیں گی۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ بخت و اتفاق سے اگر کوئی شخص اُبھر آیا تو اس کو اتنی سخت سزا بھگتنی پڑتی ہے کہ بدرستگی ہوش و حواس دوسرا اس کی جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ بہت سی صلاحیتیں محض اس وجہ سے ٹھٹھر کر رہ جاتی ہیں کہ ان کی "نمود" میں اپنے بڑوں سے نبرد آزمائی ہوگی اور معاش کا اختیاری دروازہ تک بند ہو جائے گا۔

حیرت ہے کہ مسلم معاشرہ میں جس قدر بیداری نظر آرہی ہے مدرسہ کی زندگی میں اس قدر بھی نہیں ہے۔ اور نشأۃ ثانیہ کی رہنمائی کے لئے فکر و عمل کی جیسی بلندی و توانائی درکار ہے، مدرسہ ابھی اس سے کافی دور ہے۔

---

[1] تاریخ عمر لابن الجوزی الباب الستون ص ۲۰۲۔ [2] ایضاً ص ۱۹۹۔ [3] ایضاً ص ۲۰۰

ادھر کالج و یونیورسٹی میں حکومت اپنی مشنری کے لئے "پرزے" ڈھالتی اور حسبِ خواہش ان کو "فٹ" کرتی رہتی ہے جس کے بعد وہ پرزے اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں اور نہ لب کشائی کی جرأت کر سکتے ہیں، ترقی و تنزلی افسری و ماتحتی کا اس نے ایک نظم قائم کر دیا ہے جس میں یہ سب مشغول رہتے ہیں اگرچہ حالت مختلف رہتی ہے۔ اگر کبھی الجھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان کو تمناؤں میں الجھا دیتی ہے پھر مناسب وقت پر "لو اور دو" کے اصول سے سلجھا دیتی ہے۔

ایسی حالت میں شخصیت سازی کی طرف توجہ کس قدر ضروری ہے اور اس کے بغیر نشأۃ ثانیہ کے "گیسو" کیوں کر سنور سکتے ہیں؟

آزاد ادارے اور آزاد لوگ نہایت اہم پارٹ ادا کر سکتے ہیں

مسلم معاشرہ میں "آزاد ادارے" اور حکومت کی زد سے "آزاد لوگ" اس قدر موجود ہیں کہ اگر اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دیں اور فراخ حوصلگی سے کام لیں تو ملت کے بہت سے غم غلط ہو سکتے ہیں اور حکومت کے اداروں میں بھی نئی روح بیقرار ہو کر اپنے "مقام" کی تلاش میں نکل سکتی ہے۔

قوم کے جوان و نوجوان بہت بڑی "امانت" ہیں۔ قومی ترقی و سربلندی ہمیشہ ان کے قدم چومتی رہی اور عالم گیر انقلابات ان کے مرہونِ منت رہے ہیں، کسی حلقہ اور طبقہ کی اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہو گی کہ ان کو سیاست کا آلۂ کار بنانے یا جی حضوری میں لگا کر اور خاص انداز میں بٹھا کر ان کی "پرواز" کو مسلوب و شخصیت کو مجروح کرے۔

(۴) حضرت عمرؓ نے اجتماعی مفاد کی خاطر اپنی پسندیدہ و محبوب بیوی کو محض اس لئے جدا کر دیا کہ مبادا اس کی محبت و سفارش غلط فیصلہ پر مجبور نہ کر دے۔

لما ولی عمر الخلافة کانت له زوجة	جس وقت حضرت عمرؓ کے خلافت سپرد ہوئی آپ کی
یحبها فطلقها خیفة ان تشیر علیه	ایک ایسی بیوی تھی جس سے بہت محبت کرتے تھے لیکن اس
بشفاعة فی باطل فیطیعها	اندیشہ سے اس کو طلاق دیدی کہ کہیں وہ باطل امور میں
ویطلب رضاها۔ [1]	سفارش کرے اور اس کی مرضی کا پابند ہونا پڑے۔

محض "اندیشہ" کی بناء پر اپنی محبوب بیوی کو جدا کر دینا بظاہر تو سمجھ میں آنے کے قابل نہیں ہے لیکن جو

---

[1] احیاء العلوم ازالۃ الخفاء مقصد دوم حکایات سیاست عمرؓ

لوگ اجتماعی مفاد کے روشناس ہیں اور "الا للہ" کے اداشناس ہیں ان کے لئے اس قسم کے "اقدام" کا سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔

اپنی بیوی میں "بیگم" کی خصوصیات نہ پیدا ہونے دیں

(۸۵) حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی میں "بیگم" کی خصوصیات نہ پیدا ہونے دیں (یہ لفظ خاص ذہنیت، خاص ذوق اور خاص عہد کی نمائندگی کرتا ہے) بلکہ خدمتِ خلق اور رفاہِ عام کے کاموں پر مامور کیا چنانچہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک رات گشت کر رہے تھے کسی گھر سے "دردِ زہ" میں مبتلا عورت کے کراہنے کی آواز سنی فوراً واپس آکر اپنی بیوی "ام کلثوم" کو خدمت کے لئے لے گئے جو برابر نسوانی امور کی نگہداشت کرتی رہیں — یہاں تک کہ فراغت ہو گئی۔[1]

یہ گھر معمولی تھا جس میں جانے سے "بیگمات" کی توہین ہوتی ہے اور عورت کمتر درجہ کی تھی جس سے بات کرنے میں ان کو ذلت محسوس ہوتی ہے۔

اخلاق و کردار کی درستگی کے لئے شخصی حقوق کا لحاظ نہ کیا

(۸۶) حضرت عمرؓ نے اخلاق و کردار کی درستگی کے لئے ہر اس اقدام سے دریغ نہ کیا جس سے عورتوں اور مردوں کے خیالات و جذبات صاف ستھرے رہ سکیں اگرچہ بظاہر نظر میں کسی کی حق تلفی ہوتی ہو، چنانچہ ایک مرتبہ خواتین آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ "مدینہ میں سب سے زیادہ حسین و صبیح کون شخص ہے؟" ایک خاتون نے کہا کہ "اپنا وہ شغال (یہ لقب تھا) سب سے زیادہ حسین و صبیح ہے"

یہ گفتگو رات کو خواتین کی ایک نشست میں ہو رہی تھی جس کو حضرت عمرؓ نے خود ہی گشت میں سن لیا تھا، دوسرے دن شغال صاحب کا پتہ لگایا گیا جو نہایت حسین و جمیل اور مردانہ بانکپن سے آراستہ تھے دیکھتے ہی سر کے بال منڈوائے اور پگڑی باندھنے کا حکم دیا لیکن اس ظالم کا حسن نکھار اور بڑھ گیا۔

بالآخر "شغال معشوق" کو فوجی وردی پہنا دی گئی اور شیشہ گری و عشوہ طرازی سے نکال کر خارا شگافی و جفا طلبی کی زندگی کی طرف لے آیا گیا۔[2]

جاریہ تک کو زرق برق لباس پہن کر نکلنے سے روک دیا

(۸۷) حضرت عمرؓ نے جاریہ تک کو زرق برق لباس پہن کر باہر نکلنے اور دعوتِ نظارہ دینے سے منع کیا، چنانچہ ایک جاریہ کو اس حالت میں دیکھ کر اپنی بیٹی حفصہؓ سے فرمایا:

---

[1] ابوبکر صدیق و فاروق اعظم بارھواں باب۔ از ڈاکٹر طٰہٰ حسین۔ [2] ایضاً۔

الم ار جاریۃ اخیک تجوس الناس — کیا میں نے تیرے بھائی کی جاریہ کو نہیں دیکھا کہ لوگوں کو دیکھتا پھرتا ہے

پھر اس پر سخت نکیر کی :

وانکر ذالک عمر[1] — حضرت عمرؓ نے اس پر نکیر کی۔

مستقل ذریعۂ آمدنی بنانے کا حکم دیا | (۸۸) حضرت عمرؓ نے مستقل ذریعۂ آمدنی بنانے کا حکم دیا تاکہ حالات کی تبدیلی سے اخلاق و کردار نہ متاثر ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت خالدؓ نے "قادسیہ" کے عطایا و وظائف دیکھ کر کہا کہ

"بعض لوگوں کے اخراجات زیادہ نہیں ہیں، کھانے والے افراد بھی کم ہیں ایسی حالت میں فضول خرچی اور اسراف کے جذبات اُبھرنے کا قوی اندیشہ ہے"

یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا :

"جب ان لوگوں کو سرکاری عطایا ملیں تو کچھ بھیڑیں خرید لیں اور ان کی پرورش کرتے رہیں، پھر مزید عطایا ملنے پر اور بھیڑیں خرید لیں، اس طرح ان کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ممکن ہے میرے بعد کے حکمراں اس نظام کو قائم نہ رکھ سکیں، اگر یہ ذریعہ آمدنی باقی رہے گا تو غریبوں کے کام آئے گا اور لوگ اس کے سہارے اپنی زندگی گذار سکیں گے۔

خالد! یہ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اس کے مخاطب دور و نزدیک کے سب لوگ ہیں، جو شخص بالکل آخری سرے پر بیٹھا ہے وہ بھی میری ذمہ داری میں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو حکمراں اپنی رعایا کی خبرگیری سے غافل رہتا ہے اس کو فردوس کی بو تک نہ آئے گی"[2]

کھڑے ہو کر پانی پینے کی اجازت دی | (۸۹) حضرت عمرؓ نے حالات کی رعایت سے اپنے عمل کے ذریعہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی اجازت دی :

ان عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان کانوا یشربون قیاماً[3] — حضرت عمرؓ، علیؓ اور عثمانؓ کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

علم نجوم سیکھنے کا حکم دیا | (۹۰) حضرت عمرؓ نے علم نجوم سیکھنے کا حکم دیا لیکن کہانت وغیرہ سے منع کیا۔

---

[1] ازالۃ الخفا مقصد دوم من ابواب ختنی ص۱۳۸۔ [2] ابوبکر صدیق و فاروق اعظم بارھواں باب۔
[3] 〃 〃 〃 〃 ص۱۳۱۔

تعلموا من النجوم ما تھتدون بہ	علم نجوم سیکھو جس سے قبلہ اور راستہ معلوم
القبلۃ والطریق ثم امسکوا۔[۱]	کرو، پھر رُک جاؤ۔

اُس زمانہ میں علم ہیئت نہایت محدود اور توہم پرستی کا ذریعہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے مرکز و مقصد متعین کرکے اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس قسم کے تمام علوم سے دینی کاز کو تقویت پہونچانے کا حکم دیا۔ جس سے حالات و زمانہ کی رعایت سے علوم و فنون سیکھنے کا حکم نکلتا ہے۔

درازیِ تقریر اور پیشہ درانہ وعظ کو شیطان کی جانب منسوب کیا

(۹۱) حضرتِ عمرؓ نے درازی تقریر اور پیشہ درانہ وعظ کو شیطان کی جانب منسوب کیا۔

ان کثیرا من الخطب من شقاشق	بہت سے خطبے (وعظ) شیطانی
الشیطان۔[۲]	ہیجان سے ہیں۔

شقاشق (جمع شقشقہ) اس جھاگ کو کہتے ہیں جو مستی کے وقت اونٹ کے مُنہ سے باہر آتا ہے۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

شبّہ الذی یتفیھق فی کلامہ	شیطان کے ساتھ اس شخص کو تشبیہ دی جو
ولا یبالی بما قال من صدق او کذب	اپنے کلام کو وسیع کرتا ہے اور صدق و کذب
بالشیطان۔[۳]	کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔

شریعت کو تبدیل و تحریف سے محفوظ رکھا۔

(۹۲) حضرت عمرؓ نے شریعت کو ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے محفوظ رکھا:

حفظ ملت از مظان تحریف و تبدیل بابلغ وجوہ می نمود۔[۴]

چنانچہ ایک شخص متشابہ قرآن کے متعلق استفسار کر رہا تھا تو آپ نے اس کو سزا دی۔[۵]

موجودہ زمانہ میں قرآن حکیم سے متعلق بہت سی بحثیں پیدا ہو چکی ہیں حتیٰ کہ "دو قرآن" کا نظریہ بھی وجود میں آچکا ہے۔

قرآن میں غور و فکر کا ایک مرکزی نقطہ و دائرہ ہے جو شخص اس سے باہر قدم نکالے گا اور اپنے ذوق و دعا کو

---

[۱] ازالۃ الخفا مقصد دوم من ابن ابی شیبہ ص ۱۸۳۔ [۲] ایضاً۔ [۳] ایضاً۔ [۴] ایضاً۔ [۵] ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۱۹۲ [illegible]

ذلیل بنائے گا وہ ملت کی نظر میں مجرم قرار پائے گا۔

کوئی شخص جب احساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتا ہے تو اس کے غور وفکر کی دنیا ہی نہیں بدلتی ہے۔ بلکہ ذوق ورجحان کا دائرہ بھی بدل جاتا ہے اگر ایک طرف معذرت خواہانہ روش کو فروغ ہوتا ہے تو دوسری طرف ہر چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش کا جذبہ نمودار ہوجاتا ہے۔

مرکز اور دائرہ سے ہٹی ہوئی بحثیں بالعموم انھیں لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں جو احساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتے ہیں اور جن کا مذہب ہر چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش ہوتا ہے۔

ظاہر ہے ایسے لوگوں کے لئے حکیمانہ جواب کافی نہیں ہوسکتا ہے بلکہ حاکمانہ جواب کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے ابھی کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا۔

احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا

(۹۳) حضرت عمرؓ نے احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"باستقراءِ تام معلوم شد کہ فاروقِ اعظم نظرِ دقیق در تفریق میانِ احادیث کہ بہ تبلیغ شرائع و تکمیل افرادِ بشر تعلق دارد از غیر آن مصروف می ساخت، لہٰذا احادیثِ شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیثِ سنن زوائد در لباس وعادات کمتر روایت می کرد بدو وجہ یکے آنکہ اینہا از علوم تکلیفیہ و تشریعیہ نیست یحتمل کہ چون اہتمام تام بروایت آن بکار برند بعض اشیاء از سنن زوائد بسنن ہدیٰ مشتبہ گردد دیحتمل کہ شغل قوم باین احادیث از شغل بشرائع مانع آید دیگر آنکہ جمع کہ بشرفِ صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند در زمانِ فاروقِ اعظمؓ بسیار بودند احتیاج بتعلیم این اشیاء واقع نہ شد" [1]

(باقی)

---

[1] ازالۃ الخفاء مقصد دوم مکاثہ تمہ مذہب فاروق اعظم ص۱۱۲ ۔